بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

قائد انقلاب اسلامی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

سے

روزنامہ جنگ کے پینل کا قومی، ملکی اور ملی مسائل پر ایک اہم انٹرویو

مدیر الحق جناب حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ مارچ کے آخر اور اپریل کے آغاز میں کراچی میں متحدہ علماء کونسل کے اجلاس اور اسلامی جمہوری اتحاد کے تاریخی جلسہ میں شرکت اور دیگر کئی اہم قومی و ملی امور کے سلسلہ میں کراچی میں مصروف رہے۔ اسی دوران ملک کے معروف اخبار "جنگ" کے لئے جناب عارف الحق اور جناب نصیر احمد سلیمی اور ان کے رفقاء پر مشتمل ایک پینل نے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ملکی قومی اور ملی سطح کے اہم مسائل پر تبادلۂ خیال کیا۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ ایک مفصل انٹرویو بن گیا۔ چونکہ آپ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور اسلامی جمہوری اتحاد کے نائب صدر بھی ہیں اس حیثیت سے جنگ پینل کے شرکاء نے کئی ایک نازک ترین اور حساس موضوعات پر آپ کی آراء حاصل کرنے میں ہمہ پہلو حامل سوالات بھی کئے۔ حضرت مدیر "الحق" کے مفصل اور بعض اجمالی مگر جامع جوابات میں ملک کی تازہ ترین صورت حال، اندرون ملک سازشیں، سرحدات پر خطرات کے منڈلاتے ہوئے بادل کراچی میں فسادات نسلی اور لسانی عصبیتوں کے اسباب، عالم اسلام کا اہم ترین مسئلہ جہاد افغانستان اس کا پس منظر و پیش منظر، ملک کی خارجہ پالیسی پر روسی لابی کا شب خون، افغان عبوری حکومت تسلیم کرنے میں حکومت پاکستان کا مذموم رویہ، سرحد میں نئے گورنر کے تقرر کا مسئلہ۔ اور اس سلسلہ کے خطرناک مضمرات کی نشاندہی، آزادی ہند اور جہاد افغانستان میں علماء حق کے تاریخی کردار کا تسلسل، پختونستان کے شوشہ کی حقیقت، موجودہ حکومت کے مابعد عرصہ اقتدار کا اجمالی تجزیہ، اسلامی جمہوری اتحاد کی ضرورت، مقاصد عزائم اور قیادت کی ذمہ داریاں اور فرائض، آٹھویں ترمیمی بل، اسلامی اور شرعی نقطہ نظر سے اس کی توضیح جس سے تصویر کے دونوں رخ سامنے آجاتے ہیں اور دیگر کئی ایک اہم موضوعات

پربڑے واضح بےتکلف بغیر کسی ابہام واندیشہ لومۃ لائم کے صحیح صورت حال اور ایک صاف آئینہ قوم کے سامنے آگیا ہے جس میں " افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر " کی عزیمت ، قومی رہنماؤں اور سیاستدانوں کے سامنے واضح لائحہ عمل ، ملکی سالمیت اور استحکام کے بنیادی نقاط ، قومی ترقی ، اسلامی انقلاب اور تحریک نفاذ شریعت کے کارکنوں کے اہداف ، اور خدا کی بارگاہ میں سرخروئی اور کامیابی کی سیدھی راہ کی اس طرح نشاندہی کردی گئی ہے کہ تمام سنگ میل بے غبار ہوگئے ہیں جسے احقر نے کیسٹ سے نقل کرکے افادۂ عام کی غرض سے صفحۂ قرطاس پر منتقل کردیا ہے ۔

خدا کرے کہ ارباب حل وعقد ، رہنمایان قوم ، علماء دین اور عامۃ المسلمین بھی اس سے بھرپور استفادہ کرسکیں ۔ (عبدالقیوم حقانی)

کراچی میں نسلی اور لسانی عصبیتوں سے بغاوت کا بھرپور مظاہرہ

عارف الحق ۔ مولانا ! ہم جنگ فورم میں آپ کا خیر مقدم کرتے ہیں یہ اچھا موقع ملا کہ آپ جلسہ عام میں شرکت کرنے کے لئے آئے اور کچھ وقت آپ نے ہمارے لئے نکال دیا ۔ ہم چاہتے ہیں کہ چند بڑے بڑے مسائل پر اظہار خیال کریں ۔ تو سب سے پہلے میں چاہوں گا کہ یہ کراچی میں جو جلسہ ہوا اس میں عوام کا جوش وخروش اور جذبہ آپ نے بھی دیکھا اس کی وجہ بیان فرمادیں کہ کراچی ، حیدرآباد اور سندھ کے مخصوص حالات میں ایسا کیوں ہوا ۔ اس لئے کہ یہاں الیکشن میں عوام نے آئی جے آئی کا ساتھ نہیں دیا تو پھر یہ چار ماہ بعد ایسا کیوں ہوا ؟ تو کیا یہ پی پی یا دوسری قوتوں سے عوام کی مایوسی تھی ۔ اس پر اظہار خیال کریں ۔

مولانا سمیع الحق ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب عارف الحق صاحب ! میں انتہائی ممنون ہوں کہ آپ حضرات نے ملک کے ایک مؤقر جریدہ کی وساطت سے اظہار خیال کا موقع دیا ۔ میں آئی جے آئی کے جلسے میں آیا تھا ، میری ایک دیرینہ خواہش تھی اور جن لوگوں کو کراچی کے حالات کی شدت کا احساس ہے اور درد والم محسوس کرتے ہیں ان کی تمنا تھی کہ ہم اور تماشائی نہ رہیں خود جاکر حالات کا جائزہ لیں ۔ لوگ یہاں جن لسانی اور نسلی عصبیتوں کی دلدل میں ڈال دیے گئے ہیں تو یہاں ہم اخوت اسلامی کی بھائی چارے اور مسلم امہ ہونے کی حقیقت کو ابھاریں اور محبت کا پیغام دیں تو مجھے بھی یہ توقع نہیں تھی کہ اتنے جوش اور پذیرائی کا یہاں کے لوگ مظاہرہ کریں گے ۔ بظاہر تو یہ محسوس ہورہا تھا کہ وہاں پی پی پی اور ایم کیو ایم کے علاوہ کوئی دوسرا نام ہی نہیں سن سکے گا مگر جس والہانہ انداز کا یہاں استقبال ہوا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک شخص کا نہیں تھا نہ نواز شریف اور نہ میرا بلکہ

یہ ان عظیم مقاصد کا مقاجن کا اسلامی جمہوری اتحاد نے بیڑا اٹھایا ہے پھر یہ حالات بھی ایسے تھے کہ جیسے لوگ ظلمت میں ادھر اُدھر بھٹک رہے ہوں پریشان ہوں تو گویا آئی جے آئی کے رہنماؤں کی شکل میں انہیں روشنی کی ایک کرن محسوس ہوئی اور جیسے سمندر میں کوئی ڈوب رہا ہو کوئی ہاتھ ان کی طرف بڑھ کر انہیں نکالنے کی کوشش کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ گویا لوگوں میں نئی جان آگئی کہ خدا کا شکر ہے کہ اس ملک میں کچھ لوگ اسلامی اخوت کا درد رکھنے والے اور پیغام لانے والے بھی ہیں۔ تو عوام کے ان جذبات کا اظہار گویا ان نسلی و لسانی عصبیتوں سے ایک طرح بغاوت کا اظہار تھا کیونکہ یہاں بحمد اللہ پاکستانی اور اسلامی ذہن رکھنے والوں کی اکثریت چند مفاد پرست طالع آزماؤں نے یہاں ایسے حالات پیدا کئے ہیں۔ تو میرے خیال میں ہمارے دورے اور جلسہ اور جلوس کے بڑے مثبت اثرات کراچی بلکہ پورے سندھ میں پڑیں گے۔ اور ہمیں پورے سندھ میں جانا چاہئے ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ وقتی طور پر لوگ اگر اتحاد کو سندھ میں کامیابی نہیں ملی اس کے بھی کئی عوامل تھے کئی جگہ اتحاد سے ہم آہنگ خیالات رکھنے والے، اتحاد کے مشترکہ مقاصد سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے کے مقابلے میں کھڑے ہوئے بعض سیٹوں پر اپنوں نے اپنوں کی ٹانگیں کھینچیں پھر بھی کچھ سیٹیں اتحاد کو ملیں اور ووٹوں کی شرح مایوس کن نہیں۔

تو میرا پیغام یہ ہے کہ یہاں سندھ میں مسلم قومیت کا جذبہ ابھارا جائے گھر گھر سے آواز اٹھے کہ نہ میں پٹھان ہوں، نہ پنجابی، نہ سندھی، نہ مہاجر نہ بلوچ بلکہ مسلم ہوں

اور ہمیں خوشی ہے کہ کل کے جلوس میں ہزاروں افراد اور نوجوان ان سب نعروں کی نفی کرتے رہے صرف اور صرف مسلم ہونے کے نعرے لگاتے رہے۔ رمضان المبارک کے موقع سے مزید فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ علماء اور مشائخ جمعہ کے خطبوں، محافل شبینہ اور دیگر اجتماعات میں لوگوں کو سمجھایا جائے کہ لوگوں کا رجوع رمضان شریف میں مساجد کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ لوگوں کو سمجھایا جائے کہ ان قومی نعروں کی آڑ میں ایک دوسرے کے گلے کاٹنے سے تم تو مسلمان ہی نہیں رہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا لا ترجعوا بعدی کفارا اور اس کی تشریح یہ کی کہ یضرب بعضکم رقاب بعض کہ ایک دوسرے کے گلے کاٹنے لگ جاؤ۔ تو یہ تو کافروں کا شیوہ ہے مسلمانوں کا نہیں، میں نے کل جلسہ میں بھی یہی کہا کہ اس وقت تم خود کو پٹھان، سندھی، پنجابی اور مہاجر تو کہلا سکتے ہو لیکن خود کو مسلم نہیں کہہ سکتے۔ جب تک قتل قتال اور لوٹ کھسوٹ کا بازار ختم نہیں ہوگا۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ کراچی پر اس جلسہ کے اثرات اچھے مرتب ہوئے اب اتحاد کو اپنی مہم یہاں تک محدود نہیں رکھنی چاہئے بلکہ گلی گلی کوچے کوچے قریہ قریہ یہ پیغام پہنچانا چاہئے جو کراچی اور سندھ کے حالات پر ہر وقت نگاہ رکھ سکے۔ ان حالات پر

کنٹرول پیپلز پارٹی اور برسر اقتدار طبقہ کے بس کی بات نہیں وہ تو حالات سدھارنے میں قطعی نااہل ثابت ہو چکے ہیں

اندرون ملک اور سرحدات پر خطرات کے منڈلاتے ہوئے بادل آئی جے آئی کی ضرورت مقاصد عزائم اور فرائض

عارف الحق ! یہ جو سلسلہ آئی جے آئی کا شروع ہوا اسے ایک اچھا آغاز کہا جا سکتا ہے مگر اسے اگر بیچ میں وقفہ دیا گیا تو کیا یہ جذبہ ختم نہیں ہو گا اور کیا اس ٹیمپو کو بڑھانے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق ! اس ٹیمپو کو ہر حالت میں بلا تعطل اور وقفہ کے بڑھانا ضروری ہے۔ ہمارے مقابلہ میں برائی کی قوتیں ہیں جو بڑی منظم اور تیزی سے آرام و راحت کا لحاظ کئے بغیر سرگرم عمل ہیں۔ ذرائع ابلاغ ٹی وی۔ ریڈیو پاکستان کی پالیسیاں آپ کے سامنے ہیں۔ آپس میں گٹھ جوڑ ہو رہے ہیں۔ بین الاقوامی سازشیں بھی سرگرم عمل ہیں ان حالات کی تبدیلی صرف سادہ اکثریت کے ذریعہ نہیں ہوئی بلکہ

> **جو عالمی اسلام دشمن قوتیں ہیں وہ اسلام کا تشخص ختم کرنا چاہتے ہیں۔ روسی لابی تو سامنے ہے لادینیت کی ساری قوتیں متفق ہیں کہ اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے**

اور میں تو کہتا ہوں کہ یہ پروگرام صرف اس حد تک محدود نہیں کہ یہاں کی اخلاقی قدریں توڑ پھوڑ دی جائیں اسلامائیزیشن کے رہے سہے نشانات اور نقوش مٹا دئے جائیں بلکہ ملک کا تیا پانچہ کرنے کی کوششیں متحرک ہو گئی ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ شمالی علاقہ جات میں یہ سلسلہ چل پڑا ہے۔ سرحد میں بھارت سے مفاہمت کے نئے ڈول ڈالے جا رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں ہیں مجبور کر رہی ہیں کہ ہم ایک لمحہ خاموش نہ بیٹھیں۔ اسلامی جمہوری اتحاد اپنے آپ کو ایک کارزار اور ایک میدان جہاد میں کھڑا محسوس کرے کسی ایک یا دو صوبوں میں حکومت کا حصول اگر آئی جے آئی کا مقصد ہے تو یہ کوئی بلند مقصد نہیں ہو گا اسے تو مسلسل ایک مجاہد اور محافظ ملک و ملت کا کردار ادا کرنا ہو گا۔

جہاد افغانستان میں امریکی عمل دخل کی حقیقت

عارف الحق ! مولانا ہم دیکھ رہے ہیں کہ ضیاء الحق مرحوم کے دور میں تو کہا جاتا تھا کہ امریکہ کا عمل دخل ہے مگر اس وقت تو امریکہ کچھ فاصلے پر رہتا تھا مگر اب امریکہ کے عمل دخل میں کیا کچھ کمی آگئی ہے ؟

مولانا سمیع الحق ! عارف صاحب ! جہاں تک میں سمجھتا ہوں افغان مسئلہ کو لیجئے جس میں امریکہ کا نام بہت اچھالا گیا تو جب جہاد ہو رہا تھا تو امریکہ کا ایک سپاہی وہاں اب تک نہیں پایا گیا نہ اس کا وہاں کوئی مشیر پایا گیا

امریکہ تو ابتداء میں خاموش تماشائی تھا اسے افغان مجاہدین کی ایمانی قوت کا اندازہ نہیں تھا جس سرفروشی سے اور بے بسی کے حالات میں مجاہدین ابتدائی چند سالوں میں لڑتے رہے اس سے امریکہ کی بھی آنکھیں کھل گئیں اور اسے محسوس ہوا کہ یہ تو اپنی آزادی کے لئے سب کچھ لٹا دینے والی قوم ہے۔

پھر امریکہ نے بھی دیگر اقوام کی طرح ذاتی مفادات میں دلچسپی لینی شروع کی لیکن آخر تک افغان مجاہدین خود لڑ رہے ہیں

بلاشبہ اس میں صدر ضیاء الحق مرحوم کی مدبرانہ پالیسی کا بھی دخل تھا اور یہ اس پالیسی کی حقانیت کا واضح ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت آئی تو پھر بھی اس پالیسی پر بظاہر کاربند رہنے پر مجبور ہوئی مگر دل سے اس پالیسی پر یہ قوتیں راضی نہیں ہیں اور کسی طرح پالیسی کے مثبت اثرات کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں۔ اور حالات اس حد تک بدل گئے ہیں کہ راجیو گاندھی اس جنگ میں اپنے پائلٹ جھونکنے لگ گیا ہے۔ بھارت کھل کر مجاہدین کے سامنے آگیا ہے۔ راجیو گاندھی اپنے طور پر اتنی جرأت شاید نہ کر سکتا کہ پشاور سے چند میل کے فاصلے پر اس کے پائلٹ آکر بمباری کریں۔ حالات کی تبدیلی سے قبل کبھی ہندو کی اس جنگ میں عملاً شریک ہونے کی خبر نہیں آئی تھی۔ شاید راجیو گاندھی کو بھی حالات کی تبدیلی کا اشارہ ملا ہو۔

صدر ضیاء الحق مرحوم اور جہاد افغانستان

عارف الحق! آپ نے ضیاء الحق مرحوم کا بھی ذکر کیا۔ آپ اس جنگ میں ضیاء الحق کا کیا مقام متعین کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق! ان کا مقام تو مجاہدین نے خود متعین کر دیا ہے کہ ان سے جب پوچھا گیا کہ اس جہاد میں آپ سب سے بڑا خسارہ کونسا محسوس کرتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے تیرہ چودہ لاکھ افراد جان کی قربانی دے چکے ہیں لاکھوں اجڑ گئے مسجدیں تباہ ہوئیں بستیاں ویران ہو گئیں مگر ان سب چیزوں میں سب سے بڑا خسارہ ہمارا ضیاء الحق کا سازش کے ذریعہ شہید کیا جانا ہے۔ اس بات سے ان کے جذبات کا اندازہ لگائیے کہ ضیاء الحق ہمارے لئے اگر نہیں مگر ان کے لئے بہت اہم تھے۔

میرا خود صدر ضیاء الحق سے اختلاف ہا لڑائی رہی ہم ان سے الجھتے رہے مگر جہاں تک جہاد افغانستان کا تعلق انکو تاریخ عالم اسلام میں آگے چل کر طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم جیسے فاتحین کا مقام دے گی

ان کے جہاد کی اس پالیسی نے مسلمانوں کو نئی زندگی بخشی اور سامراجی سپر طاقتیں آئندہ سو دو سو

برس تک کسی مسلمان ملک سے پنجہ آزمائی سے قبل ہزار بار سوچیں گی کہ ہمیں کس قوم سے واسطہ پڑے گا۔

عارف الحق! مولانا! اب ان کا بیٹا اعجاز الحق بھی آئی جے آئی میں شمولیت کا اعلان کرچکا ہے اور اس نے اپنے مقاصد بھی متعین کردئیے ہیں اس پر آپ کیا روشنی ڈالیں گے۔

مولانا سمیع الحق! مجھے ان کے اس اعلان سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ وہ کل سارا دن جلوس میں میرے ساتھ ساتھ تھے وہ بھی لوگوں کے جذبات اسلام سے وابستگی اور نسلی لسانی عصبیتوں سے بیزاری کے مظاہروں سے بڑے خوش ہو رہے تھے ان کا عوامی میدان میں یہ پہلا موقع تھا میں نے کہا یہ حق کی جنگ جو ہم لڑ رہے ہیں اس میں اب آپ سپاہی طور پر ہمارے شانہ بشانہ چلیں اور بلا جھجک لوگوں کے باتوں کی پرواہ کئے بغیر کھل کر آپ کو سامنے آنا چاہئے مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے رات کے جلسہ میں اعلان کیا اور ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانے کے بجائے آئی جے آئی کے ساتھ شریک ہو کر سرگرم عمل ہوگئے ہیں وہ مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے بلکہ اسلامی جمہوری اتحاد میں شریک ہوئے ہیں اور آئی جے آئی کے تمام مقاصد میں کھل کر ساتھ دینے کا اعلان کیا۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی پارٹی ہم میں سے اگر ان مقاصد سے غداری کرے خدانخواستہ بشمول مسلم لیگ جمعیۃ علماء اسلام اور جماعت اسلامی کے، تو میرے خیال میں عوام اس پارٹی کو مسترد کردیں گے۔ میں سمجھتا ہوں اگر مسلم لیگ نے بھی ان مقاصد سے کوئی انحراف کیا تو جناب اعجاز الحق ہمارا ساتھ دیں گے اور آئی جے آئی کے مقاصد کا ساتھ دیں گے۔ ہم نے آئی جے آئی کا اتنا بڑا اٹمپو بنایا ہے۔ کہ اس کے خلاف جو جانا ہے تو چلا جائے مگر یہ پلیٹ فارم ہمارا متاثر نہ ہوگا۔

لسانی اور نسلی عصبیتیں، سیاسی قیادت کا اجتماعی جرم، اور ملک کی خارجہ پالیسی پر شب خون

عارف الحق! کراچی میں لسانی عصبیتوں کو جو فروغ ملا ہے اس میں قومی جماعتوں کا بھی کچھ حصہ ہے یا نہیں کہ انہوں نے یہاں لوگوں کے مسائل سے صرف نظر کیا اب آئی جے آئی کا یہاں کے کسی بھی طبقہ یا زبان بولنے والوں اردو، سندھی، پنجابی یا پشتو بولنے والوں کے مسائل پر توجہ کا پروگرام ہے؟

مولانا سمیع الحق! کراچی میں جو حالات پیدا ہوئے ہیں اس سے ملک کی کوئی سیاسی جماعت بھی بری الذمہ قرار نہیں دی جاسکتی۔ اندر لاوا پک رہا تھا ہم نا وقتی نعروں اور سیاسی مفادات کے لئے تولڑ رہے تھے جناب نورانی صاحب جناب اصغر خان صاحب اور دوسرے قومی رہنماؤں اور ہم سب کو پہلے مرض کی تشخیص کرنی چاہئے تھی۔ کراچی کے اصل مسائل کے حل کے لئے اکٹھے ہو کر ڈٹ جانا چاہئے تھا۔ اصل چیز جو مسلم قومیت کی ہے اور اس کی اہمیت ہے بدقسمتی سے وہ بھی پس پردہ چلی گئی۔ لوگ کچھ فرقہ واریت میں بٹ گئے کچھ دینی اور لادینی، سیکولر

اور کچھ غیر ملکی عناصر کے ہتھے چڑھ گئے اور سازشیں روز افزوں ہوتی رہیں۔

قومی رہنماؤں کو ابتدائے روز سے مسلم قومیت کا نعرہ لگانا چاہیئے تھا

پھر جہاں مختلف الخیال مختلف النسل اور مختلف زبانوں والی قومیتیں رہ رہی ہوں وہاں تو قومی سطح کے تمام سیاستدانوں کو اپنی توجہات اسی طرف مبذول رکھنا چاہیئے۔

عارف الحق! اب آئی جے آئی ان حالات کو کس نظر سے دیکھتی ہے کیا سندھ کے حالات میں بھارت کی لابی کا بھی عمل دخل ہے؟

مولانا سمیع الحق! میں سمجھتا ہوں کہ آئی جے آئی پنجاب میں موثر رہی ہے وہاں الحمد للہ کہ لسانی اور قومی عصبیتیں بھی ابھریں۔ جب اس کے سامنے پورے ملک کی قیادت اور پوری قوم کی رہنمائی کرنا ہے تو آئی جے آئی ہرگز نسبی اور نسلی عصبیتیں نہیں ابھارے گی۔ وہاں آئی جے آئی کو مضبوط سہارا اور اعتماد کا ووٹ بار بار مل گیا ہے سیاسی استحکام بھی حاصل ہوگیا ہے تو آئی جے آئی کی قیادت بالخصوص میاں نواز شریف صاحب کو سندھ اور دوسرے تین صوبوں کے مسائل پہ بھرپور توجہ دینی چاہیئے اور وہ قومی سطح کی ایک جماعت کے سربراہ ہیں ان کو پوری شد ومد سے سندھ پر توجہ دینی چاہیئے۔ علماء، مشائخ، سیاسی کارکنوں اور رضا کاروں کے وفود بنا کر قریہ قریہ پھیلا دینا چاہیئے اسلامی جمہوری اتحاد کو سندھ و بلوچستان اور بیرونی سازشوں کا انسداد کرنا چاہیئے۔ اس کو سرحد میں بھی تغیر پذیر حالات پر نگاہ رکھنی ہوگی۔

آج حالات ایسے ہیں کہ خارجہ پالیسی تبدیل نہیں کی جاسکتی اور یہ جو چکر چلا ہے صوبہ سرحد میں ولی خان کی پارٹی کا گورنر بنا دیا جائے اور ان کو سہارا دیا جائے۔ درحقیقت یہ لوگ ایک تیر سے دو شکار کھیلنا چاہتے ہیں یہ لوگ پیچھے سے عقب سے اس انداز سے ملک کی خارجہ پالیسی پر شب خون مارنا چاہتے ہیں کہ مجاہدین مقاصد تک نہ پہنچ سکیں اور روس اور امریکہ بھی ناراض نہ ہو۔

افغان عبوری حکومت کے تسلیم کرنے اور سرحد کے نئے گورنر کے تقرر کا مسئلہ

عارف الحق! بے نظیر نے جو کہا ہے کہ ولی خان کو اختلاف رائے کا حق ہے؟

مولانا سمیع الحق! یہ اختلاف رائے کی بات نہیں ہے یہ تو کلہاڑی لے کر ملک کے بنیادوں کو ڈھا دینے کی بات ہے بلکہ وہ تو ملک کی خارجہ پالیسی کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر واقعۃً ملک کی خارجہ پالیسی تبدیل کردی گئی ہے

پھر تو کھل کر اعلان کر دینا چاہئے کہ ہماری وہ پالیسی نہیں ہے جو اب تک افغان مسئلہ میں ہم نے خارجہ پالیسی اختیار کی تھی۔ جناب ولی خان صاحب تو اختلاف رائے کی بات نہیں کر رہے وہ تو ملکی اساسی بنیادوں کو توڑنے کی بات کرتے ہیں وہ تو روس اور راجیو کو علی الاعلان کہہ رہے ہیں آؤ دیکھو! پاکستان افغانستان میں بڑھ رہا ہے، پاکستان مداخلت کر رہا ہے پاکستان کو وہ سامراجیت کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ اختلاف رائے کی پوزیشن میں نہیں ان کی تو جدوجہد یہی ہے کہ مجاہدین پسپا ہو جائیں اور ان کی حاصل شدہ قربانیاں ضائع ہو جائیں۔

عارف الحق! سرحد میں گورنر کی تبدیلی کا مسئلہ بھی آئی جے آئی اور آپ کے لئے اتنا ہی اہم ہے کہ آپ اس کی مخالفت شدت سے کریں گے۔

مولانا سمیع الحق! بالکل یہ مسئلہ ہم نے ابتداء میں اپنی جماعت کی سطح پر بھی اٹھایا تھا اور جب ہمیں پتہ چلا کہ ایسا فیصلہ ہوتا ہے تو اعلیٰ سطح کے ذمہ دار افراد سے ہم نے کہا کہ میری کسی سے ذاتی مخالفت نہیں مگر خدارا، منزل تک پہنچنے والی جدوجہد اور اینڈ پر پہنچنے والے مجاہدین کی قربانیوں کو اس سے خطرہ ہے۔ ہم نے صدر پاکستان تک اپنا موقف پہنچا دیا ہے اور کہا کہ یہ وہ حالت نہیں جو ارباب سکندر خان   مرحوم کے دور میں تھے اور اب تو یہ ایسا ہے کہ جیسا ہم نجیب اللہ کو بلائیں اور پشاور میں اسے بٹھا دیں۔ اور اگر واقعۃً پیپلز پارٹی کو ولی خان کی جماعت سے محبت ہی ہے اور ان کا گورنر لگائے بغیر چارہ ہی نہیں تو پھر وہ سندھ میں لگا دیں۔ پنجاب میں جناب ٹکا خان کی جگہ پہ لگا دے لیکن سرحد اور بلوچستان میں ان کے گورنر کا تقرر مجاہدین کی قربانیوں سے استہزا کے مترادف ہے۔ موجودہ حالات میں اگر کوئی انہیں بلیک میل کرنا چاہتا ہے ان کی مجبوریاں ہیں انہوں نے چند روزہ وزارتوں کو باقی رکھنا ہے مگر سرحد میں نقصان پہنچے گا اس لئے کہ وہ دفاعی لائن ہے اس سے چند میل کے فاصلہ پہ لڑائی جاری ہے۔ اس دفاعی لائن پہ لاکھوں مہاجرین پڑے ہیں ان کے ہزاروں مسائل ہیں یہ چاہتے ہیں کہ ان تمام مہاجرین کو یہاں سے اٹھا کر سائبیریا میں پھینک دیں۔ پھر شمالی علاقہ جات کا مسئلہ ہے۔ وہاں تو بیحد محتاط گورنر ہونا چاہئے۔ محب وطن شخص کا تقرر ہو جو علی الاعلان کہے کہ میں مستحکم پاکستان اور اس کے اساسی نظریات پہ یقین رکھتا ہوں اور جہاد افغانستان کو حق سمجھتا ہوں مگر جو لوگ کھل کر کہہ رہے ہیں کہ یہ جہاد نہیں ہے افغانی غدار ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تو ولی خان صاحب کا شکرگزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہر صورت میں اپنا موقف کھل کر حکومت پر واضح کر دیا ہے۔ ہماری آنکھیں کھول دی ہیں افغان پالیسی کے بارے میں اس نے راجیو وغیرہ کو خطوط لکھے ہیں اور پوری قوم کی آنکھیں کھول دی ہیں تو یہ لوگ روس وغیرہ کے ایسے مخلص ترجمان ہیں کہ شاید اتنا مخلص ایجنٹ کسی کو میسر نہ ہو۔ اگر ولی خان جیسے دھن کے پکے سیاستدان کاش محب وطن اور اسلام پسند قوتوں کے ساتھ ہوتے تو ملکی سطح پر قائدین بن جاتے۔ تو جناب اس وقت ہماری خارجہ پالیسی کی عجیب صورت بن رہی ہے۔ افغان عبوری حکومت

کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ افغان مجاہدین خود متفق نہیں ہو رہے اور اس بات کا بڑھا چڑھا کر پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مگر خدا کا فضل ہے وہ تو متفق ہو گئے ہیں ہر سازشوں کو ناکام کر دیا ہے

افغان عبوری حکومت تشکیل دی جا چکی ہے ساری دنیا سے انہوں نے لوہا منوالیا کہ ہم نے سارے اختلافات ختم کر لئے ہیں تو حکومت پاکستان کو بھی چاہیے تھا

کہ اسی روز اعلان کر دیتی اور سب سے پہلے افغان عبوری حکومت کو تسلیم کر لیتی۔

مجددی صاحب نے اس دن کہا تھا کہ افغان قائدین پر عدم اتفاق کا اعتراض کرنے والے اب خود کیوں متفق نہیں ہوتے اور کہا یہ خطرہ تو نہیں کہ ہمیں ایک میان میں کہیں دوسری تلوار نہ سمجھ لیا گیا ہم تو فقراء مہاجرین ہیں جنگ افغانستان اور جہاد میں پاکستان کو جو عظیم مقام ملا تھا اسے عبوری حکومت کے تسلیم کرنے میں تاخیر در تاخیر سے بے حد دھچکا لگا اور بڑی رسوائی ہو رہی ہے ہمیں تسلیم کرنے میں فسٹ مقام ملنا چاہئے تھا وہ نہیں تو دوسرا ورنہ تیسرا۔ اگر یہی حالت رہی تو شاید ہم اس امتحان میں صرف صفر اور زیرو ہی حاصل کر سکیں۔ سعودی عرب کے علماء علامہ محمد محمود صواف، شیخ عبدالمجید زندانی ہمارے ہاں اکوڑہ خٹک تشریف لائے تھے کسی نے سعودی عرب سے اطلاع دی کہ وہاں کی حکومت نے افغان عبوری حکومت کو تسلیم کئے جانے کا اعلان کر دیا ہے تو انہیں بے حد خوشی ہوئی۔ مگر ساتھ ہی اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ کاش! یہ سبقت کا مقام پاکستان نے حاصل کیا ہوتا کہ اس کی سرزمین ہی کا افغان مجاہدین نے دفاع کیا اور جانیں لٹائیں۔

آزادیٔ ہند اور جہاد افغانستان میں علماء حق کا یکساں کردار

عارف الحق! مولانا! یہ جو ولی خان آئے دن کہتا ہے کہ سرحد کی دینی قوتیں اور علماء سامراج کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اور علماء نے آزادیٔ ہند میں بھی سامراج کا ساتھ دیا ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

مولانا سمیع الحق! میں کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ ماضی کے بجائے حال کی روشنی میں کیوں نہیں کیا جاتا۔ چلئے ماضی میں بھی عظیم جنگ جو انگریز کے خلاف لڑی گئی تھی اس میں علماء حق سر فہرست تھے اس کا آغاز بھی شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، شاہ ولی اللہؒ اور سید احمد شہیدؒ نے کیا تھا۔ سو سال تک مجاہدین علماء اس سامراج کے خلاف لڑ رہے تھے اور ان لوگوں کے آباء و اجداد، خوانین، سردار، وڈیرے اور خان بہادر اور ان کا کردار بھی آپ کے سامنے ہے کہ ان کا کردار کیا تھا؟ سامراج صرف سفید چمڑی والا نہیں ہوتا۔ سامراج تو سامراجی استعماری قوتوں کا نام ہے جو نوآبادیاتی

سسٹم اور لوگوں کو محکوم اور غلام بنانے کا نظام ہے۔ تو اس وقت صوبہ سرحد اور افغانستان میں جو صورت حال پیش آئی۔ کیا روس سامراج نہیں تھا؟ وہ ٹینکوں پہ بیٹھ کر نہیں آیا تھا؟ اس نے افغانستان کو تہس نہس نہیں کیا تھا۔ اس عظیم سرخ سامراج کے اس عظیم ظالمانہ اقدام کے بعد ولی خان کا کیا کردار تھا۔ اور علماء کا کیا کردار تھا۔ اس کا حال کی روشنی میں نوٹس لیا جائے۔ دونوں کردار ہمارے سامنے ہیں۔ بوریا نشین مولوی، طلبہ اور فقراء نے چٹائیاں اور مساجد کے فرش چھوڑے اور میدان کارزار میں جاکر روس کو پسپا کر دیا

جہاد افغانستان میں سب سے زیادہ شہید ہونے والے علماء اور دینی مدارس کے طالب علم ہی تو ہیں۔ اور الحمد للہ کہ مرکز علم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے فضلاء اور طلبہ کو سب سے بڑھ کر اس جہاد میں امتیازی مقام حاصل رہا۔

اور ولی خان کا کیا کردار رہا۔ اس نے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا۔ سامراج کا ساتھ دیا۔ وہ کس منہ سے کہتا ہے کہ ہم سامراج کا مقابلہ کرتے ہیں۔ کیا اس وقت بھی وہ امریکہ کے ساتھ نہیں ہے؟ پیپلز پارٹی کی پالیسی ساری امریکی پالیسی ہے۔ اور ولی خان اب اس مؤقف پر آگیا ہے کہ سرحد میں اگر اس کے گورنر کا تقرر نہیں ہوتا تب بھی وہ پیپلز پارٹی کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اور دونوں کا آقائے ولی نعمت ایک ہے مگر یہ بیک وقت سرخ سامراج کے ساتھ بھی ہے اور سفید سامراج کے ساتھ بھی اور بھارت کے ساتھ بھی۔ دونوں سامراجوں کے عزائم اور مقاصد کی تکمیل ولی خان کر رہے ہیں۔ اور علماء اور دینی قوتیں اس وقت بھی پیپلز پارٹی کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں۔ جہاد افغانستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے اور جنیوا معاہدہ میں بھی عملاً امریکہ کو مسترد کر دیا ہے۔

پختونستان کا سٹنٹ اور اس کی حقیقت

عارف الحق! پختونستان کا سٹنٹ ایک زمانہ میں کھڑا تھا۔ اور یہ پوری پختون قوم کے نمائندہ بنتے ہیں۔ لیکن جب یہ جارحیت ان عوام پر ہوئی تو یہ روس کا ساتھ دے بیٹھے۔

مولانا سمیع الحق! اگر ولی خان صاحب واقعۃً پختونستان اور پختون قوم کے لئے لڑ رہا ہے۔ تو اس وقت افغانستان کے پختونوں کو تباہی اور مزید کشت وخون سے بچانے کے لئے اس کا فرض تھا۔ کہ مجاہدین کا ساتھ دیتا۔ کیونکہ مجاہدین نے افغان قوم کی عزت بچائی ہے۔ وقار کا دفاع کیا ہے۔ افغان قوم کی آزادی کی لاج مجاہدین نے رکھ لی ہے اس کو چاہئے تھا کہ آخری مرحلہ میں اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے مجاہدین کا ساتھ دیتا۔ تب ہم سمجھتے

کہ واقعتہ یہ افغان قوم کا مخلص اور خیر خواہ ہے۔ میرے خیال میں اس کے بعد تو ولی خان کو افغان قوم کا نام بھی نہیں لینا چاہئے۔ افغان قوم بھی ان سے شدید نفرت کرتی ہے اور ان کا نام تک نہیں سننا چاہتی۔ رہی دوسری بات تو صوبہ سرحد میں دینی قوتوں کو بالکل شکست نہیں ہوئی۔ یہ بھی ایک غلط پروپیگنڈہ ہے۔ ہم نے قومی اسمبلی کی اپنی وہی سیٹیں لے لیں جو ۷۰ء میں لی تھیں۔ جمیعت علماء اسلام کے دونوں گروپوں نے وہی سیٹیں جیتیں اور دونوں نے بڑے بڑے بتوں کو گرا دیا۔ صرف ہمارے گروپ کو لیجئے۔ اسلم خٹک صاحب کتنے بڑے سیاسی شخص تھے۔ افتخار گیلانی صاحب اور اصغر خان صاحب سب شکست کھا گئے۔ اور بالترتیب ان سیٹوں پر ہماری پارٹی کے مولانا شہید احمد صاحب۔ مولانا نعمت اللہ صاحب اور سردار گل خطاب کامیاب ہوئے۔ ولی خان کے قومی اسمبلی میں صرف ایک ساتھی عبدالخالق صاحب ہیں۔ وہ عملاً ہمارے کنڈیڈیٹ ہیں۔ مولانا حمداللہ جان صاحب مردان کے کئی سو ووٹ اعتراضات کے ذریعے مسترد کرا کے اپنی کامیابی کا اعلان کروا بیٹھے۔ جب کہ مولانا حمداللہ جان صاحب کا رٹ الیکشن کمیشن میں داخل کیا گیا ہے۔ البتہ ہم سے پلاننگ میں کچھ غلطی ہوئی تھی۔ اتحاد افراتفری میں بنا۔ کیونکہ سرحد میں اتحاد کے ہائی کمان نے اس سیاسی شعور کا مظاہرہ نہ کیا جس کی ضرورت تھی میں نے اس وقت بھی بڑے ادب سے ان قوتوں سے کہا تھا کہ سیٹوں کی تقسیم میں حالات کا پورا تجزیہ لیا جائے۔ اس وقت کی صوبائی ہائی کمان افغان مسئلہ میں گو اپنی مہارت منوا چکی تھی۔ مگر سیاسی منصوبہ بندی کا تجربہ ان کے لئے نیا تھا۔

مگر انہوں نے اس وقت ہماری رائے کو اہمیت نہ دی۔ جمیعت علماء اسلام کو جتنی سیٹیں اتحاد کے نام سے ملنی چاہئے تھیں وہ نہیں دی گئیں۔ صرف چار سیٹیں پورے صوبہ میں اتحاد نے جمیعت کو دیں جن میں تین جیت لیں اور بعض اہم سیاسی شخصیتوں کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔

> **دینی قوتیں بحمداللہ سرحد میں مضبوط اور مؤثر قوت ہے۔ اگر صحیح پلاننگ سے الیکشن ہو۔ تو صوبہ سرحد میں کوئی ایک سیٹ بھی ہم سے نہیں لے سکتا**

عارف الحق: مولانا! کیا آئی جے آئی اس پوزیشن میں ہے کہ کسی وقت سرحد میں اس کی حکومت بن جائے اور آزاد ارکان کو ساتھ لے لے۔

مولانا سمیع الحق: ہمارے سامنے جو عظیم مقاصد ہیں انہیں ہم کسی بھی صورت میں قربان نہیں کر سکتے آج بھی پی پی پی چاہتی ہے کہ موجودہ دلدل سے وہ نکل جائے۔ مثلاً گورنر کا مسئلہ ہے۔ مگر ہم چند وزارتوں پر اس قسم

سودا بازی کے لئے تیار نہیں۔

ہم چند محدود وزارتوں یا ایک علاقہ کی سیاست کی بات کے قائل نہیں ہم نے پورے ملک کے نظام کی جنگ لڑنی ہے

تاہم یہ دونوں آپس میں نہیں چل سکیں گے۔ ہماری کوشش بھی جاری رہے گی خود اے این پی کے وزیر بھی پریشان ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہماری کوئی پوزیشن اور حیثیت ہی نہیں۔ نہ ڈسٹرکٹ کونسل میں ان کی کوئی نمائندگی ہے اور نہ پیپلز ورکس پروگرام میں انہیں کوئی نمائندگی یا اہمیت حاصل ہے۔ ان کے سامنے تو مسائل حل کرنے کی کوئی پلاننگ ہی نہیں بس لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ چل رہا ہے۔

موجودہ حکومت کے حالیہ عرصہ اقتدار کا اجمالی تجزیہ

عارف الحق! مولانا! پیپلز پارٹی کو تین چار ماہ ہو گئے ہیں آپ اس کی جو کارکردگی ہے اس کا جائزہ لیں اور اس کارکردگی کو آئی جے آئی اور عوام کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

مولانا سمیع الحق! ہم تو دیکھ رہے ہیں

کہ موجودہ حکومت عوامی بہبود کے کاموں میں بالکل صفر ثابت ہوئی ہے

جب بھی کوئی حکومت آتی ہے تو وہ کچھ اصلاحی اقدامات کرتی ہے۔ کچھ معاشی مسائل حل کرتی ہے۔ ہم جو مسئلہ بھی سینٹ یا قومی اسمبلی میں اٹھاتے ہیں تاکہ اس کے بارے میں کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔ مثلاً ہم نے لوڈشیڈنگ کا مسئلہ اٹھایا کہ بقول آپ کے ورثہ میں ملا ہے تو اب اس کے بارے میں تمہارا کیا پروگرام ہوگا۔ وہ آئیں بائیں شائیں کرکے ہر مسئلہ کو ٹال دیتے ہیں۔ کل نصرت بھٹو نے انٹرویو میں کہا ہے کہ ہمارے سامنے کوئی پروگرام نہیں ہے تو جن کے سامنے کوئی پروگرام نہیں تو ان کی کارکردگی کیا ہوگی۔ مثلاً انرجی کے مسئلہ میں دیکھیں۔ دوسری طرف وزارتیں اڑتالیس ۴۸ کی جمنٹ ہے۔ اور ابھی تو وزارتوں کا سلسلہ نامکمل ہے۔ کل سینٹ کا حال دیکھا؟ کارکردگی کا یہ حال ہے کہ اجلاس قبل از وقت برخواست کر دیا گیا۔ کہ جمنٹ بھی ایوان میں نہیں تھا۔ چار ماہ میں قومی اسمبلی میں قانون سازی کے لئے کوئی بل پیش ہی نہیں کیا۔ پرانے بل اور آرڈیننس کالعدم ہوتے جا رہے ہیں انہیں یہ بھی توفیق نہیں ہوتی کہ یہ چیزیں ہم سے ضائع ہو رہی ہیں۔ دوسری طرف کرپشن کی بات ہوتی رہتی ہے اور اب شور و غوغا مچایا ہوا ہے کہ خزانہ خالی ہے اور

خزانہ خالی ہونے کے ساتھ جو الّلے تلّلے شروع کر دیئے گئے ہیں۔ خدا جانے یہ کہاں سے پورے ہوں گے۔ وزیروں اور مشیروں کی فوج ہے اس تیز بھرتی سے معلوم ہوتا ہے کہ خود ع

دل کا جانا ٹھہر گیا ہے صبح گیا یا شام گیا

حکمرانوں کو یہ محسوس ہو رہا ہے۔

بس یہی وقت ہے، لوٹ لو۔ حلوائی کی دکان پر فاتحہ ہو رہا ہے۔

یہ لوگ حکومت نہیں چلا سکیں گے۔ وہ ابھی سوئٹزرلینڈ وغیرہ کے بنکوں کو بھر رہے ہیں۔ بھٹو کا پورا خاندان اس ملک کو اپنی جاگیر سمجھ رہا ہے۔ آپ خود دیکھیں وزارتیں بٹ رہی ہیں۔ کارخانے بٹ رہے ہیں۔ پرمٹ بٹ رہے ہیں۔ وہ ہمارے بارے میں کہتے ہیں کہ تحقیقات کریں گے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جو بھی کمیشن ہو اس کی پوری اور صحیح تحقیقات ہوں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سپریم کورٹ اور چاروں ہائی کورٹوں کے ججوں پر مشتمل ایک کمیشن بنایا جائے۔ وہ پچھلے دوروں کا بھی جائزہ لے کہ کس نے قرضے لیئے۔ کس نے بے ضابطگیاں کیں۔ اور کہاں کس نے کروڑوں، اربوں روپے کے بنک بیلنس بنائے۔

اب ایک مثال آپ کے سامنے ہے حکومت نے ملازمتوں پہ پابندی اور بین کا اعلان کر رکھا ہے۔ حالاں کہ اندرون خانہ دھڑا دھڑ اپنے افراد لگائے جا رہے ہیں۔ معمولی ملازمت کی تقرری میں بھی پی ایم سیکرٹریٹ سے ہدایات جاری ہوتی ہیں۔ اخبارات میں سب کچھ آ رہا ہے کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں۔ اور میں کہتا ہوں وہ کمیشن ان ساری چیزوں کو ذہن میں رکھے۔ انہوں نے آئی جے آئی کے بارے میں تحقیقات کرنی ہوں گی۔ پنجاب کے بارے میں بڑا شور و غوغا تھا۔ آئی جے آئی کے صدر کو بھی ملوث کیا جا رہا ہے۔ مگر ہمارے سامنے سینٹ اور قومی اسمبلی میں جو بات آئی تو معلوم ہوا کہ ان کو بے ضابطہ کوئی قرضہ نہیں دیا گیا اور سب سے پہلے وہی ہیں جو اس کو ضابطہ کے طور پر واپس بھی کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ دور بھی آپ کے سامنے گذر رہا ہے کہ غسل خانوں تک کے لئے لاکھوں اور کروڑوں روپے کا زرمبادلہ صرف ہوا کرتا تھا۔ وہ دور اب بھی ان کے سامنے ہے مگر پاکستانی قوم بے شعور بھی نہیں ہے وہ سمجھتی ہے۔ وہ ہرگز اس کو برداشت نہیں کریں گے اور ہم نے عملاً سات لاکھ مہاجرین کو سروں پر بٹھایا۔ انشاء اللہ آئی جے آئی اس مسئلہ کو حل کرے گی۔ یہ کوئی سیاسی سٹنٹ نہیں۔ پنجاب بہت بڑا صوبہ ہے۔ صوبہ سرحد تو عملاً مہاجرین کے بسانے کا ثبوت دے رہا ہے۔

میں اپنی طرف سے پیش کش کرتا ہوں کہ یہ پچاس لاکھ مہاجرین انشاء اللہ سرخرو ہو کر جب جائیں گے تو ڈیڑھ لاکھ مہاجر ہم صوبہ سرحد میں اپنے سینوں سے لگا سکتے ہیں

آٹھواں ترمیمی بل، تصویر کے دونوں رُخ

عارف الحق: مولانا! مختصراً آٹھویں ترمیمی بل پر روشنی ڈالیں۔

مولانا سمیع الحق: آٹھویں ترمیمی بل کے بارے میں ضروری چیزیں ریکارڈ پر ہم لانا چاہتے ہیں اور اب جو یہ تحریک چلائی جا رہی ہے۔ سیاسی نقطہ نظر سے قطع نظر

> شرعی نقطہ نظر سے میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پلاننگ یہ ہے کہ جو بھی اسلام کی طرف معمولی سی پیش رفت ہوئی ہے وہ سارے رسوم اور نشانات مٹا دیئے جائیں

آٹھویں ترمیم کے ذریعہ دستور میں کئی اہم چیزیں ہمارے سامنے موجود ہیں جن کا دفاع آئی جے آئی کرے گی مثلاً

۱۔ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلی کی رکنیت کے لئے اسلام کے علم و عمل کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ بانیان پاکستان کی منظور کردہ قرارداد مقاصد کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اسلام کی بالادستی کا اقرار کیا گیا ہے، دستور کا مؤثر جز ہے۔

۳۔ وفاقی شرعی عدالت کے ذریعے ملک میں رائج غیر شرعی قوانین کی منسوخی کا کچھ نہ کچھ اہتمام کیا گیا ہے۔

۴۔ سپریم کورٹ میں شریعت بنچ قائم کر کے شرعی فیصلوں کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔

۵۔ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کلی علیحدگی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور قانون سازی کی گئی ہے۔

۶۔ پاکستان میں جداگانہ انتخابی نظام جاری کر کے مسلمانوں کے معاملات میں قادیانیوں اور غیر مسلموں کی دخل اندازی کو ختم کر دیا گیا ہے۔

۷۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں توسیع کی گئی ہے اور کسی عالم دین کو اس کا چیئرمین مقرر کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

۸۔ مارشل لاء دور کے بے شمار قوانین مثلاً عشر و زکوٰۃ آرڈیننس، احترام نظام آرڈیننس۔ حدود آرڈیننس وغیرہ اگرچہ مارشل لاء دور میں آئے ہیں۔ لیکن جمہور مسلمانوں کے مطالبات اور جدوجہد کا نتیجہ ہیں۔ اور آٹھویں ترمیمی بل کے ذریعے ان کو آئینی طور پر تحفظ دیا گیا ہے۔ پھر ان ترمیمات کی توثیق پارلیمنٹ نے کی ہے۔ بہرحال ہم یہ کوشش کریں گے کہ آٹھویں ترمیمی بل کے ان اہم چیزوں کو اپنی جگہ سے نہ ہلایا جائے۔

خاموش اکثریت کے جذبات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا

عارف الحق ! مولانا آخری سوال۔ کہا جاتا ہے کہ ضیاء الحق کے حق میں جو نعرے لگائے جاتے ہیں وہ برآمد کردہ لوگ ہوتے ہیں اور کچھ افراد ایسا کرتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق ! مجھے بھی یہ صورت بڑی عجیب لگی ہے۔ ۲۰، ۲۵ کلومیٹر کا راستہ میں نے جو قائدین کے ٹرک میں طے کیا اور نو گھنٹے سب دیکھتا رہا۔ یہ کچھ افراد نہیں تھے۔ بلکہ ضیاء الحق مرحوم کے نعرے پر بے شمار لوگ اچھلتے تھے۔ ان میں عجیب تڑپ تھی۔ عشق تھا۔ تو میں نے جلسہ گاہ میں یہ منظر دیکھا ہے ان کی ناگہانی شہادت پر بھی لوگ رنجیدہ ہوئے اور خاموش اکثریت پھٹ گئی تھی۔

اب بھی اندازہ یہ ہے کہ خاموش اکثریت ہنگامی اور مفاد پرست سیاست سے بیزار ہے۔ پاکیزہ مقاصد کی تکمیل چاہتی ہے !!!

نصیر احمد سلیمی صاحب ! مولانا "زندگی" کا پہلا پرچہ آپ کی نظر سے گذرا ہوگا آپ کے اس پرچہ کے بارے میں کیا تاثرات تھے۔

مولانا سمیع الحق ! مجھے اچانک پتہ چلا کہ "زندگی" کو نئی زندگی پھر مل رہی ہے۔ بہرحال انتہائی خوشی ہوئی پھر مجھے خود دلچسپی تھی۔ اسلام آباد سپر مارکیٹ میں پرچہ تلاش کروایا۔ پہلے پرچہ میں اس نے اہم مقاصد سامنے رکھے۔ جہاد افغانستان، متحدہ علماء کونسل کی جدوجہد کی گونج پہنچ آگئی۔ "نئی زندگی" سے قوم میں نئی زندگی کی لہر ابھرے گی۔ الطاف حسین قریشی صاحب، شامی صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ یہ صلاحیتوں والے لوگ ہیں ان کے فیوضات صرف مہینوں تک منحصر نہیں بلکہ ہر ہفتے ان کی کاوشیں قوم کے سامنے آنی چاہئیں۔ اسی طرح صلاح الدین صاحب تکبیر میں مؤثر اور جان پر کھیل کر سب حقائق سامنے لا رہے ہیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ سب کو مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ میں "زندگی" کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں ؛